

1 عمومی جائزہ

مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں معیشت نے کچھ دشواریوں کا سامنا کیا تاہم مالی سال 15ء کی پہلی سشماہی کا اختتام کچھ قابل ذکر مثبت پہلوؤں کے ساتھ ہوا:

• اہم ترین پیش رفت بیرونی کھاتے میں یکدم بہتری تھی کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں اچانک کمی کے ساتھ ترسیلات زر کی مستحکم نمونے م 15ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو قابو میں رکھا۔¹ اس کے ساتھ آئی ایم ایف سے رقوم کی اقساط کی موصولی اور بین الاقوامی منڈی میں صکوک کے کامیاب اجرانے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو اطمینان بخش سطح پر پہنچا دیا۔

• اس کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں آنے والے استحکام اور حکومت کی جانب سے تیل کی پست عالمی قیمتوں کے فائدے کی ملکی صارفین کو منتقلی نے نہ صرف گرانی کی توقعات کم کر دیں بلکہ عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کو ایک دہائی کی پست ترین سطح تک دھکیل دیا۔² چنانچہ اسٹیٹ بینک نے اس صورت حال میں نومبر 2014ء کے دوران اپنے زرعی پالیسی موقف میں جون 2013ء کے بعد پہلی بار نرمی کی۔

• مالیاتی اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی سشماہی کے دوران اخراجات کی کمی حکومت اپنے خسارے پر قابو پانے میں کامیاب رہی۔ نیز جب بیرونی رقوم میں اضافے سے بینکاری نظام خصوصاً اسٹیٹ بینک پر بوجھ کم ہوا تو مالیاتی آمیزہ بھی بہتر ہو گیا۔ نتیجے کے طور پر موجودہ آئی ایم ایف پروگرام میں پہلی بار پاکستان نے آخر دسمبر 2014ء کے تمام مقصداری (کارکردگی) اہداف پورے کر لیے (تیسرا باب)۔

بہر کیف، ساختی کمزوریاں برقرار ہیں اور ملک کی مجموعی معاشی کارکردگی پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر کئی صنعتوں میں توانائی کی قلت بدستور سنگین مسئلہ ہے جس نے نمو کو روک رکھا۔ اسی طرح پاکستان میں کافی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بھی نہیں آسکی حالانکہ ہمسر ممالک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔ مزید یہ کہ دوران سال کیے گئے کئی اقدامات کے باوجود ٹیکس محاصل کی نمو سست ہے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (PSEs) کے نقصانات قلیل مالیاتی وسائل پر بوجھ بنے ہوئے ہیں کیونکہ ان اداروں کی تشکیل نو اور نجکاری کا پروگرام توقع کے مطابق رفتار نہیں پکڑ سکا۔

1 م 15ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری حساب کا خسارہ صرف 770 ملین ڈالر تھا جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں 1.6 ارب ڈالر اور پچھلے برس کی اسی سہ ماہی میں 688 ملین ڈالر ہاتھا۔
2 ہماری رائے میں تلف پندرہ اشیا کی قیمتوں میں سال بسال کمی اور ماضی میں زرعی سختی کا موقف گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں نرمی کا باعث بنا۔

جدول: 1.1 منتخب معاشی اظہاریے			
شش 1-م س	م س 15ء	شش 1-م س	شش 1-م س
15ء	اہداف	14ء	
شرح نمو (فیصد)			
2.3	7.0	6.6	بڑے پیمانے پر اشیا سازی الف
6.1	8.0	8.9	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) الف
6.0	دستیاب نہیں	9.6	مجمعی شعبے کا قرضہ ب
4.4	دستیاب نہیں	6.0	رسم زر (زر 2) ب
-4.4	5.3	4.9	برآمدات (کسٹم) الف
11.7	4.2	-1.1	درآمدات (کسٹم) الف
1,171.9	#2,691	1,031.5	ٹیکس محاصل - ایف بی آر (ارب روپے) ج
-1.7	دستیاب نہیں	-5.4	شرح مبادلہ (+ اضافہ - کی فیصد) ب
ارب ڈالر			
10.5	دستیاب نہیں	3.5	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (ختم مدت) ب
9.0	16.7	7.8	کارکنوں کی ترسیلات ب
0.5	4.3	0.4	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
-2.4	-2.8	-2.0	جاری کھاتے کا توازن ب
فیصدی ڈی پی			
-2.2	-4.9	-2.1	مالیاتی توازن د
* سالانہ مضبوطی 2014-15ء میں مندرجہ پورے سال کے جی ڈی پی تخمینوں پر مبنی۔			
# ایف بی آر کا اصل ہدف 2810 ارب روپے تھا۔			
ماخذ: الف - پاکستان دفتر شماریات؛ ب - بینک دولت پاکستان؛ ج - وفاقی بورڈ آف ریونیو؛ د - وزارت خزانہ۔			

اس تناظر میں تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی، پست گرانی اور توازن ادائیگی میں بہتری سے آنے والے غیر متوقع فوائد سے موقع ملا ہے کہ توانائی کے شعبے، پی ایس ایز، محاصل میں اضافے اور مجموعی نظم و نسق میں مشکل ساختی اصلاحات کا عمل تیز کیا جائے تاکہ معیشت کو بلند نمو کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔

پہلی شش ماہی مالی سال 15ء کا جائزہ

حقیقی پیداوار کے شعبے کے بارے میں ابتدائی معلومات سے معیشت کی ملی جلی تصویر ابھرتی ہے۔ گندم کی بہتر پیداوار کے امکانات اور چھوٹی فصلوں میں تھوڑی بہتری سے کپاس اور گنے کی کارکردگی کا اثر نازل ہونے کا امکان ہے۔ تاہم خام مال (خصوصاً کھاد) کی بلند لاگت اور نقد آور فصلوں کی پیداواری قیمتوں میں کمی سے کاشتکاروں کی آمدنی پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

م س 15ء کی پہلی شش ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 2.3 فیصد کی معتدل نمو دیکھی گئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے نصف سے کم ہے (جدول 1.1)۔³ توانائی کی مسلسل قلت (خصوصاً گیس) سے ٹیکسٹائل، کاغذ، چمڑے اور شیشے کی صنعتوں میں سرگرمیاں محدود رہیں اور گنے کی کچل کاری میں تاخیر سے سال کی پہلی شش ماہی میں چینی کی پیداوار متاثر ہوئی۔⁴ تاہم دیگر کئی شعبوں میں بھر پور نمو دیکھی گئی مثلاً گاڑیاں، الیکٹرانکس اور تعمیرات سے متعلق صنعتیں جیسے سیمنٹ، فولاد، شیشہ اور رنگ و روغن اور بڑی مصنوعات۔ ان شعبوں کو بنیادی طور پر لوہے، فولاد اور کولتے کی عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ پہنچا۔

شعبہ خدمات کے قطعی اعداد و شمار دستیاب نہیں تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے تھوک اور خردہ تجارت (جو جی ڈی پی کا سب سے بڑا ذیلی شعبہ ہے)⁵ میں اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کمزور کارکردگی کی بنا پر 6.1 فیصد نمو حاصل کرنا دشوار ہوگا۔ بہر حال مجموعی طور پر خدمات کو موصلات، مالیات و بیمہ اور حکومتی خدمات کی حوصلہ افزا کارکردگی سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔⁶ تھری جی رنور جی اسپیکٹرم کے اجازت ناموں کی

3 تاہم بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو کا یہ عدد احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہیے کیونکہ اس شعبے کے اعداد و شمار کی ترتیب و تشکیل میں کچھ مسائل ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیے دوسرا باب)۔

4 توقع ہے کہ پورے سال میں چینی کی پیداوار کم رہے گی کیونکہ پچھلے سال گنے کی پیداوار 5.3 فیصد گھٹ گئی۔

5 تھوک اور خردہ تجارت کا جی ڈی پی میں 20.2 فیصد حصہ ہے، جس کے بعد گلابانی (13.2 فیصد) اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی (11.6 فیصد) کا نمبر آتا ہے۔

6 شدت پسندی کے خلاف ہم اور بے گھر افراد کی مدد پر ہونے والے سرکاری اخراجات بھی عمومی حکومتی خدمات کی قدر میں شامل کیے جاتے ہیں جو جی ڈی پی کا ذیلی شعبہ ہے۔

نیلامی کے بعد مواصلاتی خدمات میں توسیع آرہی ہے اور مالیات و بیمہ کے اضافہ قدر کو بینکاری شعبے کی بھرپور منافع آوری سے فائدہ پہنچے گا، جس کی وجہ خطرے سے پاک حکومتی تمسکات میں کثیر سرمایہ کاری اور دیگر بینکاری خدمات سے بڑھتی ہوئی آمدنی ہے۔

میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی تمسکات میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری 667.6 ارب روپے بڑھ کر 4735.0 ارب روپے کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ اس پوری مدت کے دوران کمرشل بینکوں نے طویل مدتی تمسکات کی بنیادی نیلامی میں خوب حصہ لیا کیونکہ انہیں پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی توقع تھی اور انہوں نے پی آئی بیز پر بھرپور منافع کا بھی فائدہ اٹھایا۔ حکومت نے بھی اپنے قرضے کا خا کا عرصیت طویل تر کرنے اور اسٹیٹ بینک سے اپنے کچھ قرضے کو تبدیل کرنے کے لیے ان نیلامیوں میں بھاری رقم قبول کی۔ اس سے حکومت کو موقع ملا کہ اسٹیٹ بینک سے اپنے قرض کو اس حد کے اندر لے آئے جس پر آخر دسمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ اتفاق ہوا تھا اور ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت مرکزی بینک سے صفر خالص سرمایہ قرض گیری کو پورا کر سکے۔

کمرشل بینکوں سے خاطر خواہ حکومتی قرض نجی شعبے کی جانب سے قرضے کے کم استعمال کا جزوی سبب بنا۔ نجی شعبے کا قرضہ م س 15ء میں 222.3 ارب روپے رہا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 321.3 ارب روپے تھا۔ دوسری طرف اجناس (خصوصاً کپاس، چاول اور گنے) کی کم قیمتوں اور بڑے پیمانے پر ایشیا سازی کی کستی کی وجہ سے بینک قرضوں کی طلب بھی کم رہی۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ تیل کی کم عالمی قیمتوں کا فائدہ ہمسر ممالک کے مقابلے میں بڑی حد تک پاکستان میں صارفین کو منتقل کیا گیا (دیکھیے باکس 1.1)۔ اس کے ہمراہ مستحکم شرح مبادلہ اور گرانی کی پست توقعات گرانی لحاظ صارف اشاریہ قیمت میں تیزی سے کمی کا سبب بنیں اور یہ گرانی جو م س 14ء کی پہلی ششماہی میں 8.9 فیصد تھی م س 15ء کی پہلی ششماہی میں صرف 6.1 فیصد رہ گئی۔ چونکہ توقع ہے کہ یہ عوامل سال کے بقیہ عرصہ کے دوران بھی قائم رہیں گے اس لیے امکان ہے کہ پست گرانی کا موجودہ رجحان جاری رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آئی بی اے ایس بی پی کے اعتماد صارف سروے سے بھی پست گرانی کا منظر نامہ ظاہر ہوتا ہے (تیسرا باب)۔

ان حالات نے پالیسی بدلنے کا موقع فراہم کیا: اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ ایک سال تک یکساں رکھنے کے بعد نومبر 2014ء میں 50 بی پی ایس کم کر دیا۔ زری پالیسی کے اگلے دو فیصلوں میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر مزید 150 بی پی ایس کمی کی اور اسے ایک دہائی کی پست ترین سطح 8.0 فیصد تک پہنچا دیا۔ اسٹیٹ بینک نے ان فیصلوں کے ساتھ نومبر 2014ء سے بازار زر کے سودوں کے ادخالات بھی بڑھائے۔⁷ دسمبر 2014ء میں یہ ادخالات 500 ارب روپے کی حد عبور کر گئے جس سے کمرشل بینکوں کو حکومت اور نجی شعبے دونوں کی سیالیت کی ضروریات کی تکمیل میں مدد ملی۔

پالیسی ریٹ میں کمی سے خط یافت کے ٹی بل اور پی آئی بی والے حصوں میں عدم تعلق کو معمول پر لانے میں بھی مدد ملی۔ پالیسی ریٹ گھٹانے

⁷ اس سے اسٹیٹ بینک کو آخر دسمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ این ڈی اے کی حدود کو پورا کرنے کا موقع ملا۔

⁸ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک نے دیگر پہلوؤں کے علاوہ شرح مبادلہ پر غیر ضروری دباؤ سے بچنے کے لیے سال کے ابتدائی مہینوں میں روپے کی سیالیت احتیاطاً سخت رکھی۔

کے ساتھ ٹی بلز کی یافت میں کمی آئی لیکن پی آئی بی یافت پر اثر زیادہ نمایاں تھا کیونکہ بینکوں نے اپنی قیمتیں زیادہ تیزی سے بڑھائیں (جس سے یافت کم ہوگئی)۔ اس رجحان کو حکومت کی جانب سے قرض کی نسبتاً کم طلب سے تقویت ملی، جس کا سبب بیرونی رقوم کی بہتر دستیابی اور حکومت کا پی آئی بی نیلامیوں میں ہدف کے آس پاس رہنے کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

جہاں تک ملک کی مالیاتی کارکردگی کا تعلق ہے، جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے بجٹ خسارہ پچھلے سال سے ذرا سا زیادہ تھا۔⁹ حکومت (وفاقی اور صوبائی ملا کر) م س 15ء کی پہلی سشماہی میں اپنے اخراجات کی نمو کو صرف 4.8 فیصد تک رکھنے میں کامیاب رہی جبکہ م س 14ء کی پہلی سشماہی میں یہ شرح 10.7 فیصد تھی، جس کی بنیادی وجہ سودی ادائیگیوں میں کمی تھی۔¹⁰ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ غیر سودی جاری اخراجات کو بھی قابو کیا گیا جبکہ ترقیاتی اخراجات میں بھر پور نمود دیکھنے میں آئی (چوتھا باب)۔

بہر حال محاصل کی وصولی بدستور مسئلہ بنی رہی۔ م س 15ء کی پہلی سشماہی میں مجموعی محاصل (وفاقی اور صوبائی) صرف 5.0 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ سال ان میں 13.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اگر یکبارگی رقوم کی آمد کا لحاظ رکھا جائے جس سے م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں نان ٹیکس وصولیاں بڑھ گئی تھیں، تب بھی محاصل میں سست رفتاری دیکھی گئی۔¹¹ اگرچہ حکومت نے م س 15ء کے بجٹ میں کئی ٹیکس اقدامات متعارف کرائے تاہم ایف بی آر کے محاصل م س 15ء کی پہلی سشماہی میں صرف 13.6 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.0 فیصد بڑھے تھے۔¹² زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ ایف بی آر کو مالی سال کے اختتام تک 2691 ارب روپے کا نظر ثانی شدہ ہدف حاصل کرنے کے لیے م س 15ء کی دوسری سشماہی میں محاصل میں 24.2 فیصد نمو لانا ہوگی۔¹³

اینڈھن کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے یہ عمل مزید پیچیدہ ہو جائے گا کیونکہ اس سے پٹرولیم مصنوعات سے متعلق محاصل گھٹ سکتے ہیں۔ حکومت نے پٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح میں اضافہ کر کے اس کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی فروخت بڑھنے سے بھی ٹیکس محاصل کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ حال ہی میں کئی ایشیا کی درآمد پر ریگولٹری ڈیوٹی عائد کیے جانے سے بھی محاصل پر کچھ اثر متوقع ہے۔ ان عارضی اقدامات سے محاصل کسی حد تک بڑھ سکتے ہیں لیکن ٹیکس اکٹھا کرنے کے نظام میں ساختی مسائل سے نمٹنے کی شدید ضرورت ہے۔

تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں بڑی کمی کا پاکستان کے بیرونی شعبے پر مثبت اثر مرتب ہوا ہے۔ اس سے ملک کے درآمدی بل میں 691 ملین

9 م س 15ء کی پہلی سشماہی میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 2.2 فیصد تھا جبکہ م س 14ء کی پہلی سشماہی میں 2.1 فیصد رہا تھا۔

10 م س 15ء کی پہلی سشماہی میں سودی ادائیگیاں 4.2 فیصد سال بسال کم ہو گئیں جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 8.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

11 غیر ٹیکس محاصل میں کمی کی پہلے ہی توقع ہے کیونکہ بعض یکبارگی رقوم (بشمول یونیورسل سروس فنڈ اور گڈی قرضے کے تصفیے کے عوض پی ایس ایز سے مارک اپ) جو پچھلے سال دستیاب تھیں، اس سال ملنے کا امکان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر ٹیکس محاصل کا بجٹ ہدف م س 15ء کے لیے 1874 ارب روپے مقرر کیا گیا، جو پچھلے سال کے 1002.4 ارب روپے کی اصل وصولیوں سے کم ہے۔

12 مثال کے طور پر بجٹ میں مستثنیات ختم کرنے، ود ہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ وسیع کرنے، مختلف ٹیکسوں کی شرح بڑھانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے پہلی سہ ماہی رپورٹ 2014-15ء کا باکس 4.1۔

13 اگرچہ ٹیکس وصولی کی نمو سال کے بعد کے حصے میں عموماً بڑھتی ہے تاہم اس سال مطلوبہ نمو گذشتہ پانچ برسوں کی دوسری سشماہیوں کی اوسط سے خاصی زیادہ ہے۔

ڈالر سے زائد کی بچت ہو چکی ہے جس سے دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو کم کرنے میں مدد ملی (پانچواں باب)۔¹⁴ ترسیلات زر کی بھرپور نموجھی بہت اہم سہارا بنی رہی کیونکہ م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک کے درآمدی بل کا تقریباً 40 فیصد اسی سے پورا ہوا۔ علاوہ ازیں ترسیلات زر کے سالانہ ہدف کا تقریباً 80 فیصد مارچ 2015ء تک پہلے ہی حاصل کیا جا چکا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترسیلات زر اس سال بھی ہدف سے باسانی تجاوز کر سکتی ہیں۔

م س 14ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنا آسان تھا۔ بین الاقوامی منڈی میں صکوک کا اجرا کامیاب رہا: اس کی زائد سبسکریپشن ہوئی اور حکومت ایک ارب ڈالر اکٹھا کرنے میں کامیاب رہی جو ابتدائی ہدف کا دگنا تھا۔ مزید یہ کہ آئی ایم ایف پروگرام کے پانچویں جائزے کی کامیاب تکمیل م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں 1.1 ارب ڈالر کی تقسیم کا باعث بنی۔ ان قوم سے ملک کے زرمبادلہ ذخائر تسلی بخش سطح پر آگئے۔ اس وقت اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر تین ماہ کی درآمدات کو پورا کرتے ہیں اور اسٹیٹ بینک کے خالص بین الاقوامی ذخائر (NIR) آخر دسمبر 2014ء کے ہدف کی تکمیل کے لیے کافی سے زیادہ تھے۔ اس عمل میں پاکستانی روپے کی قیمت سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران 2.1 فیصد بڑھ گئی۔

منظر نامہ

ہمارے نقطہ نظر کے مطابق م س 15ء کی پہلی ششماہی کے اہم مثبت پہلو سال کی دوسری ششماہی میں بھی برقرار ہیں گے خصوصاً بیرونی شعبے میں۔ م س 15ء کی دوسری ششماہی میں زرمبادلہ کی کئی رقم آئی ہیں جن میں اتحادی سپورٹ فنڈ، ایچ بی ایل کے مزید حصص کی فروخت کی آمدنی، آئی ایم ایف سے وصولیاں شامل ہیں اور ایشیائی ترقیاتی بینک، عالمی بینک اور دیگر ذرائع سے مزید رقم کی توقع ہے۔ مزید برآں سال کے بقیہ عرصے کے دوران ترسیلات زر کی بھرپور نموجھی برقرار رہنے کا امکان ہے۔ برآمدی نمو غالباً معتدل رہے گی تاہم تیل کی پست قیمتوں اور کئی ایشیا پر ریگولیٹری ڈیوٹی کے نفاذ کی وجہ سے ملک کا درآمدی بل تسلی بخش رہے گا (دیکھیے سیکشن 5.3)۔

توازن ادائیگی میں اس اطمینان کی بنا پر توقع ہے کہ دوسری ششماہی میں شرح مبادلہ مستحکم رہے گی اور چونکہ ساتھ ہی ایندھن کی قیمتیں بھی کم ہیں اس لیے گرانی کی توقعات بھی رہیں گی۔ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی کے مطابق پورے سال کی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 4 سے 5 فیصد حدود میں رہے گی جبکہ اصل ہدف 8 فیصد ہے۔

توقع ہے کہ گنے کی کچل کاری کے فوائد میں تیزی آنے اور شرح سود کی کمی کی بنا پر کاروباری اداروں کے قرضے کی طلب متحرک ہونے سے نجی شعبے کا قرضے بڑھے گا۔ نجی شعبے کو قرضے کا رسدی پہلو بھی بہتر ہو سکتا ہے کیونکہ بیرونی وسائل سے قوم کی دستیابی کی بنا پر حکومت کی قرض گیری کے ہدف کے اندر رہنے کا امکان ہے۔

14 م پاکستان کی تیل کی ادائیگیاں م س 14ء کی دوسری سہ ماہی میں 3.8 ارب ڈالر سے گھٹ کر م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں صرف 3.1 ارب ڈالر رہ گئی ہیں۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی میں جاری حساب کا خسارہ 2.4 ارب ڈالر تھا جو پچھلے برس کی اسی مدت سے 20.7 فیصد زیادہ تھا۔ تاہم اس اعلافے کی بنیادی وجہ سال کی پہلی سہ ماہی میں بلند تجارتی خسارہ تھا۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ 9.8 ارب ڈالر تھا جس میں سے 62 فیصد پہلی سہ ماہی میں جمع ہوا۔

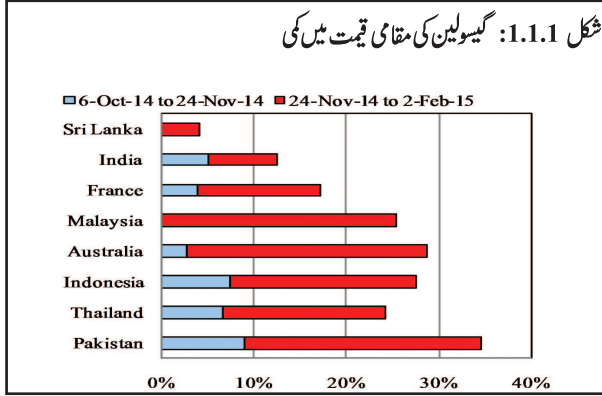
تاہم گندم کی خریداری کے مرحلے کے ساتھ اجناسی کارروائی کے لیے حکومتی قرض گیری پر کچھ دباؤ پڑ سکتا ہے۔ اگر موجودہ ذخائر آف لوڈ نہ کیے گئے تو 1300 روپے فی 40 کلوگرام کی امدادی قیمت پر گندم کی خریداری سے خاصی رقم گندم کی مالکاری میں بھنس سکتی ہے۔ آف لوڈ کرنے کے قابل ہونا مشکل ہوگا کیونکہ بین الاقوامی منڈی میں رسد طلب سے زیادہ ہے جس کی بنا پر برآمد کے امکانات کم ہیں جبکہ موجودہ اسٹاک اور بڑی (متوقع) فصل کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ حکومت کو ملکی منڈی میں نفع نقصان برابر کرنے کا موقع نہ ملے (دوسرا باب)۔ گندم کی خریداری کے قرضوں کا واجب الادا اسٹاک آخر دسمبر 2014ء تک پہلے ہی 363 ارب روپے ہے۔

پورے سال کے بجٹ کا خسارہ جی ڈی پی کے 4.9 فیصد کے ہدف سے بلند رہنے کی توقع ہے جس کی کئی وجوہ ہیں: (i) م س 15ء کی دوسری سشماہی کے دوران نظر ثانی شدہ ہدف حاصل کرنے کے لیے ٹیکس وصولی کی مطلوبہ شرح نمو بلند ہے، (ii) جنوری 2015ء میں پی آئی بیز پر چھ ماہی کوپن کی ادائیگیوں کے ساتھ م س 15ء کی دوسری سشماہی میں سودی ادائیگیوں میں اضافہ ہو سکتا ہے¹⁵ (iii) دوسری سشماہی میں پی ایس ڈی پی کے اخراجات عموماً بلند ہوتے ہیں، اور (iv) ضربِ عضب اور بے گھر افراد کی آباد کاری کے اخراجات کم نہیں کیے جاسکتے۔ مزید برآں، پیداوار کی لاگت میں (تیل کی عالمی قیمتیں گرنے کے باعث) کمی کے باوجود بجلی سے متعلق زراعت کا دباؤ جاری رہ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں بجلی کے شعبے کو بدستور ترسیل اور تقسیم کے بھاری نقصانات اور قوم کی وصولی میں کمی برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ سال کے آخر میں اس لاگت کا تصفیہ کیسے کیا جاتا ہے۔¹⁶

آخر میں جی ڈی پی نمو پچھلے سال کی سطح سے بلند رہنے کا امکان ہے۔ سازگار موسمی حالات کی بنا پر گندم کی بہتر فصل اور امدادی قیمتوں میں اضافے سے خرید کی فصلوں کی سست کارکردگی کی تلافی ہو سکتی ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے پی ایس ڈی پی کی مزید رقوم جاری کیے جانے کے بعد تعمیرات میں بہتری آئے گی۔ بڑے پیمانے پر اشیاء سازی کو درکار مشکلات جاری رہ سکتی ہیں لیکن امکان ہے کہ شعبہ خدمات کی نمو میں پچھلے سال جیسی تیزی قائم رہے گی۔

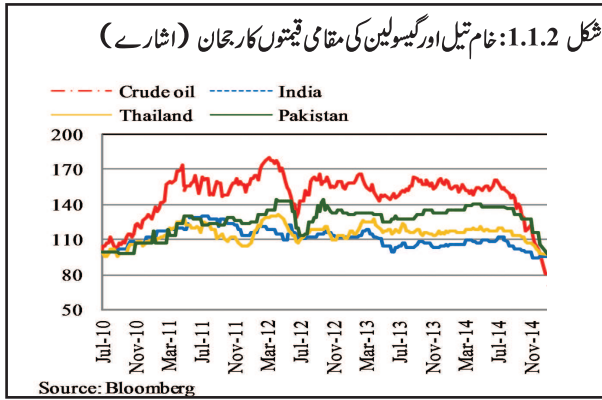
15 جنوری 2015ء میں ملکی قرضے پر سودی ادائیگیاں 208.3 ارب روپے (جس میں سے 80 فیصد سے زیادہ کا تعلق پی آئی بیز سے تھا) تھیں جبکہ جنوری 2014ء میں 103.8 ارب روپے رہی تھیں۔

16 ماضی میں بجلی کے شعبے کی واجب الادا رقوم کے تصفیے کے لیے حکومت کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔



باکس 1.1: خام تیل کی قیمتوں میں کمی اور گیسولین کے ملکی نرخوں کو متعلقہ

مالی سال 15ء کی پہلی سشہائی میں تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں تیزی سے کمی آئی جس کا جزوی سبب عالمی معیشتوں کی کمزور طلب اور کسی حد تک تیل کی گھٹتی ہوئی قیمتوں کا استعمال تھا۔ چنانچہ دنیا بھر کے ممالک تیل کی بہت عالمی قیمتوں کا فائدہ اپنے صارفین کو منتقل کر رہے ہیں۔ تاہم اس منتقلی کی مقدار مختلف ملکوں میں ان کی معاشی صورت حال اور ایندھن کی قیمت کے تعین کے طریقہ کار کے لحاظ سے مختلف ہے۔



شکل 1.1.1 سے ظاہر ہے کہ اکتوبر 2014ء سے فروری 2015ء کے درمیان پاکستان نے تمام ملکوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی بیشتر علاقائی ممالک (اور بعض ترقی یافتہ ممالک) سے بڑھ کر یہ فائدہ ملکی صارفین کو منتقل کیا ہے۔ مجموعی طور پر مقامی گیسولین کی قیمتیں پچھلے چار ماہ کے دوران 3.46 فیصد کم ہوئیں۔¹⁷

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں تیل کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے زیادہ ہم آہنگ ہوتی ہیں کیونکہ ایک تعین قیمت کے مقررہ طریقے سے انہیں ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ملک کی پٹرولیم کی قیمتوں میں تاریخی اتار چڑھاؤ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر علاقائی ممالک کے مقابلے میں منتقلی زیادہ ہوتی ہے مثلاً بھارت اور تھائی لینڈ جہاں ہماری طرح تعین قیمت کا طریقہ کار ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے (شکل 1.1.2)۔

اگرچہ پاکستان میں ایندھن کی قیمتوں میں کمی سے ٹیکس وصولی پر منفی اثر پڑا ہے تاہم اس منتقلی سے نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو فائدہ پہنچنے کا جواز زیادہ بچت کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے گرانی کی توقعات کو بھی قابو میں رکھنے میں مدد ملے گی جو معاشی استحکام کے لیے حد ضروری ہے۔

¹⁷ گیسولین کی قیمتیں جو www.globalpetrolprices.com سے لی گئی ہیں 16 اکتوبر 2014ء سے دستیاب ہیں۔ عالمی خام تیل قیمتوں کے اشاریے کی نمونہ حساب ہیورا نائیکس سے جبکہ پاکستان کی قیمتوں کا حساب پاکستان دفتر شماریات سے لگایا گیا ہے۔